روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | اتوار ۲ رمضان ۱۴۰۹ھ ۹ شہادت ۱۳۶۸ہش ۹ اپریل ۱۹۸۹ء | نمبر ۸۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

لندن سے آمدہ اطلاع کے مطابق سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضور لندن میں بھرپور خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ احباب دعائیں جاری رکھیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے پیارے اور محبوب آقا کو جلد فتح یاب اور کامیاب واپس لائے۔ اور ہم سب احمدیوں کو حضور کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے۔

احمدیت کی دوسری صدی کی پہلی
اور
جماعت احمدیہ کی ۷۰ ویں مجلس مشاورت
منعقدہ ۳۱ مارچ یکم و دو اپریل ۱۹۸۹ء
بمقام ایوان محمود ربوہ ۔ کی روداد
قسط اوّل

پہلا اجلاس

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز کے چند دن بعد ہی جماعت احمدیہ کی جو پہلی اہم تقریب ہوئی وہ مجلس مشاورت ۱۹۸۹ء تھی یہ جماعت احمدیہ کی سترویں مجلس مشاورت تھی جو ۳۱ مارچ اور یکم و دو اپریل ۱۹۸۹ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہال ایوانِ محمود میں منعقد ہوئی۔

۳۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو جمعہ کے دن شام ۴ بجکر دس منٹ پر مشاورت کا اجلاس شروع ہونے سے قبل سیکرٹری مجلس مشاورت محترم محمد اسلم صاحب شاد نے اعلان کیا کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کے مطابق صدر انجمن احمدیہ کے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی ربوہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مشاورت کی صدارت کریں گے۔ انہوں نے صاحبزادہ صاحب موصوف سے درخواست کی کہ وہ کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہو کر مشاورت کا آغاز فرمائیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب کرسیٔ صدارت پر تشریف لائے تو تمام نمائندگان مشاورت صاحبزادہ صاحب کے احترام میں کھڑے ہو گئے آپ نے کرسیٔ صدارت پر تشریف رکھتے ہوئے احباب کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا احباب کرام کے تشریف فرما ہونے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ بعد ازاں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دعا کرائی۔

دعا کے بعد صاحبزادہ صاحب نے سیّدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو وہ خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور نے صدر انجمن احمدیہ کی درخواست پر اس مشاورت کے لئے خصوصی طور پر ارسال فرمایا تھا۔ (حضور کا یہ پیغام الفضل کی ۸ اپریل کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے)

حضور کا پیغام سنائے جانے کے بعد صدر مجلس مشاورت کے ارشاد پر محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبہ پنجاب سٹیج پر تشریف لائے اور پہلے سیشن کے باقی وقت محترم صدر مجلس مشاورت کے ہمراہ تشریف فرما ہو کر مشاورت کی کارروائی کو جاری رکھنے میں ان کا ہاتھ بٹایا۔

بعد ازاں سب کمیٹیوں کا تقرر عمل میں آیا۔ ان میں سے ایک کمیٹی نظارت اصلاح و ارشاد سے متعلق معاملات کے بارے میں تھی اس کمیٹی کے سپرد تجاویز نمبر ۲، ۳، ۴ اور ۶ تھیں۔ اس سب کمیٹی کے لئے نام مانگے گئے چنانچہ مندرجہ ذیل ۴۴ نام اس سب کمیٹی کے لئے تجویز ہوئے۔

صدر سب کمیٹی: محترم کرنل (ریٹائرڈ) دلدار احمد صاحب لاہور۔ سیکرٹری: محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد۔

اراکین کے نام یہ ہیں:۔ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نمائندہ صدر انجمن احمدیہ۔ مکرم مرزا محمد یوسف نیر صاحب نمائندہ مربیان۔ مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نمائندہ وقفِ جدید۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نمائندہ خدام الاحمدیہ مکرم مبارک محمود صاحب پانی پتی لاہور۔ محترم میر محمود احمد صاحب ناصر نمائندہ تحریک جدید۔ مکرم ملک خالد مسعود صاحب نمائندہ تحریک جدید۔ مکرم منظور احمد صاحب شاد کراچی، مکرم قریشی محمود احمد صاحب کراچی۔ مکرم چوہدری عبدالجبار صاحب جھنگ صدر، مکرم مبشر احمد صاحب گوندل حیدر آباد، مکرم شیخ عبدالاحد صاحب کوئٹہ، مکرم حمید اللہ باجوہ صاحب ملتان، مکرم خالد احمد سعید صاحب راولپنڈی، مکرم مبارک احمد چیمہ صاحب سرگودہا، مکرم غلام سرور صاحب ڈیرہ غازی خان، مکرم انور ندیم صاحب علوی ایڈووکیٹ نواب شاہ مکرم یعقوب امجد صاحب کھاریاں ضلع گجرات، مکرم ملک خالد محمود صاحب شیخوپورہ، مکرم طارق احمد لون صاحب جہلم

باقی صفحہ ۸ پر

• نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم ملک محمد حیات صاحب نسوانہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موضع لوئے شریف ۸ اپریل کو صبح پونے پانچ بجے رحلت فرما گئے ہیں آپ جماعت احمدیہ لولہ کے بانی، سلسلہ کے فدائی، بڑی پرزور اور مدلل بات کرنے والے، قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث (اللہ ان پر رحمتیں نازل فرمائے) اور مظہر رابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے ہی نہیں خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سارے افراد سے ذاتی دوستانہ و مخلصانہ تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔ سلسلہ کے تمام کارکنان کی تہہ دل سے قدر کرتے تھے۔

احباب جماعت اور خاندان حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں۔ مولا کریم ملک صاحب کو اپنے جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ پسماندگان میں ان کی بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹا عزیز طاہر حیات واقف زندگی طالب علم درجہ سابعہ جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

دوسری صدی کی پہلی مجلس مشاورت ۱۹۸۹ء
کی
جھلکیاں

— دوسری صدی کی پہلی تاریخی مجلس مشاورت ۱۹۸۹ء مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہال ایوان محمود میں منعقد ہوئی جس میں نمائندگان و زائرین سمیت مجموعی طور پر ایک ہزار افراد کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔

— صدر مجلس مشاورت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے دائیں طرف صدر انجمن احمدیہ کے نمائندگان تھے جبکہ بائیں طرف تحریک جدید انجمن احمدیہ کے نمائندگان تشریف فرما تھے۔ اور عقب

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

جڑ سے تعلق

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (اللہ تعالےٰ ہر قدم پر آپ کی مدد فرمائے) نے احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر کے موقع پر دنیا بھر کی احمدیہ جماعتوں اور ہر جماعت کے ہر فرد کو ایک خصوصی پیغام کے ذریعہ اپنا محبت بھرا سلام اور مبارک باد بھیجے ہیں اس پیغام کے ایک حصہ کی طرف ہم اپنے قارئین کی توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں ۔ وہ حصہ ہے تو دعا ۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس دعا کے ذریعہ ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ اگر ہم نے اس دعا کو قبول ہوتے دیکھنا ہے تو یہ ذمہ داری ہمیں احسن طریق پر نبھانا پڑے گی ۔

دعا یہ ہے "ہمارے (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ ناقل) کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے ۔ پھولو ۔ پھلو اور پھیلو ۔ جیسے بہار دیدہ باغوں میں شمشاد بڑھتے ہیں ۔ بابرگ و بار ہو ۔ مولا کے یار ہو ۔ تقویٰ شعار ہو ۔ اک سے ہزار ہو ۔۔۔۔۔۔"

درخت کی شاخوں کی سرسبزی کی طرف اشارہ کرکے ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ شاخ وہی سرسبز ہوتی ہے جو تنے کی وساطت سے جڑ سے وابستہ رہے شاخ کو تنے سے کاٹ دیجئے ۔ اور جڑ سے اس کا تعلق توڑ دیجئے تو شاخ کبھی سرسبز نہ رہ سکے گی ۔ سوکھ جائے گی ۔ نہ پھل لائے گی نہ پھول ۔ پتے مرجھا جائیں گے اور کچھ عرصہ کے بعد ٹہنی بھی سوکھ کر صرف جلانے کے قابل رہ جائے گی ۔

خدا کرے کہ حضور انور کی ساری دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں ۔ لیکن اس قبولیت کے حصول کے لئے یہ بات از حد ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگی کا انحصار اپنی جڑ پر رکھیں ۔ جڑ سے اپنے تعلق کو جتنا بھی مضبوط کریں اتنی ہی زیادہ سرسبزی زیادہ ہوگی اتنا ہی زیادہ ہم پھلیں گے اور پھولیں گے اور پھیلیں گے خدا کرے کہ ہم اپنی ذمہ داری کو احسن طریق سے نبھا سکیں تاکہ حضور انور کی دعا پوری ہو کر حضور کی بھی خوشی کا باعث ہو اور ہم بھی تمام برکات سے متمتع ہوں ۔ اے خدا تو ایسا ہی کر ۔

ترے گھر کے راستے میں جو ملیں ہزار پتھر
میں انہیں اٹھا کے چوموں میں انہیں بٹھاؤں سر پہ
میں گروں تو گر کے اٹھوں جو اٹھوں تو پھر گروں میں
یونہی گرتے اٹھتے جا کر گروں تیرے سنگِ در پہ

ابوالاقبال

غزل

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہان پوری یادگار حضرت امیر مینائی

نرالا مست ہوں زاہد بھی مشتاقانہ آتا ہے
کبھی چھپ چھپ کے آتا تھا اب آزادانہ آتا ہے

نکل آیا ہے موقع آپ بیتی کیوں نہ کہہ ڈالوں
یہ پرسش ہو رہی ہے کیا کوئی افسانہ آتا ہے

بڑی مشکل ہے وہ بھی منحرف ہیں دل بھی برگشتہ
نہ وہ آتے ہیں قابو میں نہ یہ دیوانہ آتا ہے

کوئی وحشت زدہ کیا جانے آدابِ گلستاں کو
بجائے نغمہ لب پر نعرۂ مستانہ آتا ہے

دل اس در پر جو مچلا ہے تو اے مونس مچلنے دے
کہ دھن میں ہو تو قابو میں کہاں دیوانہ آتا ہے

یہ میری خفتہ بختی خواب میں بھی وہ نہیں آتے
اور آتے ہیں تو یوں جیسے کوئی بیگانہ آتا ہے

کہاں رکتا ہے ذکرِ بادۂ و مینا و ساغر سے
جہاں بھی واعظ آ جائے وہیں میخانہ آتا ہے

سخن سازی کو شوریدہ سرانِ عشق کیا جانیں
جو دل میں ہے وہی لب پر بھی آزادانہ آتا ہے

سنا دیتا ہے ساری سرگذشتِ شمع و پروانہ
جب اڑ کر سامنے کوئی پرِ پروانہ آتا ہے

مجھی سے وعدۂ چشمِ عنایت بارہا ساقی
مرے ہی سامنے ٹوٹا ہوا پیمانہ آتا ہے

ملی یہ داد انہیں حالِ غمِ فرقت سنانے کی
کہ اس کمبخت کو بھی ہائے کیا افسانہ آتا ہے

بڑی رنگینیاں ہیں یوں تو واعظ کی طبیعت میں
مگر منبر پر آتا ہے تو معصومانہ آتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطفال الاحمدیہ کے نام // حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ کا پیغام

سیدی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے دسمبر ۱۹۶۶ء میں بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ اطفال کے نام ایک پیغام ارشاد فرمایا۔ یہ پیغام اطفال کے لئے دوبارہ پیش ہے آج بھی اس کی معنوی اہمیت قائم ہے۔ (ادارہ)

میرے پیارے اطفال الاحمدیہ!

ایک وقت تھا کہ جب شاید آپ کے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوتی ہو کہ کاش حضرت (امام جماعت) اپنے اطفال الاحمدیہ کے سپرد بھی کوئی اہم خدمت فرمائیں۔ جیسے خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید کے دفتر دوم کی ذمہ داری سونپی یا کئی مرتبہ لجنہ اماء اللہ کے سپرد بیرونی ممالک میں (بیوت الذکر۔ ناقل) بنانے کا مقدس فریضہ فرمایا۔ اب تو آپ کی یہ تمنا پوری ہو چکی ہے اور دیکھئے کس محبت اور پیار سے حضرت اقدس (مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ۔ ناقل) نے احمدی بچوں کو مخاطب فرماتے ہوئے وقف جدید کی مالی ذمہ داریاں اپنے ننھے منے کندھوں پر اٹھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ دُنیا کی نظر میں شاید یہ کام عجیب ہو لیکن یہ عجیب کام آپ نے دُنیا کو کر کے دکھانا ہے۔ آپ نے دنیا کو دکھانا ہے کہ احمدی بچے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنا جانتے ہیں۔ آپ نے دنیا کو دکھانا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے نازک کندھے ...... بڑے بڑے عظیم الشان بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ آپ نے دُنیا کو دکھانا ہے کہ آپ کی عمریں چھوٹی لیکن شعور بالغ ہے۔ آپ خوب سمجھتے ہیں کہ خدمت دین کیا ہے اور جانی و مالی قربانی کس کو کہتے ہیں۔

دُنیا کو چھوڑیئے کہ آج کی دُنیا قربانی، ایثار اور خدمت کے کوچوں سے ناآشنا ہے۔ دنیا کو بھلا کیا معلوم کہ دین کی خاطر کیسے زندگی وقف کی جاتی ہے اور کس طرح (دینِ حق۔ ناقل) کے قدموں پر مال نچھاور ہوتے ہیں۔ پس دُنیا کو چھوڑیئے کہ اسے آپ سے کوئی نسبت نہیں۔ اگر نیکی میں مقابلہ کرنا ہے تو اپنے خدام بھائیوں سے کیجئے۔ اگر نیکی میں آگے قدم بڑھانا ہے تو لجنہ اماء اللہ سے آگے بڑھ کر دکھایئے۔ حضرت (امام جماعت احمدیہ۔ ناقل) سب احمدی بچوں اور بچیوں سے یہ توقع فرماتے ہیں کہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے وقف جدید کے لئے (پچاس ہزار روپیہ اور آئندہ سال دو لاکھ روپے پیش کر دیں گے) (امسال بجٹ ۵ لاکھ روپے ہے۔ ناقل) دیکھئے نیک کاموں میں دوڑ لگانے کے لئے آپ کے سامنے کیسا وسیع میدان کھلا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ دل و جان سے یہ کوشش کریں کہ جو توقع حضرت امام جماعت سب احمدی بچوں سے رکھتے ہیں (خواہ وہ اطفال الاحمدیہ میں شامل ہوں یا نہیں) وہ صرف آپ ہی بحیثیت اطفال الاحمدیہ پوری کر کے دکھاویں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ایسا شاندار نمونہ پیش کرنے کی توفیق بخشے کہ رشک کے ساتھ نگاہیں آپ پر پڑنے لگیں اور دشمن کی حسد کی آنکھ سے آپ ہمیشہ محفوظ رہیں۔

آخر پر اُس احمدی بچی کا ذکر کر کے اس پیغام کو ختم کرتا ہوں جو دائم المرض اور چلنے پھرنے سے معذور ہے اس نے اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ مل کر ایک کمیٹی ڈال رکھی تھی اور ہر مہینے اپنے حصے کے پیسے کمیٹی والوں کے پاس اس لئے جمع کرواتی تھی کہ قرعہ اندازی میں اگر اس کا نام نکل آئے تو اکٹھے بہت سے پیسے مل جائیں۔ وقفِ جدید کے بارہ میں حضور کا خطبہ سُنکر یہ خود بھی دُعائیں کرنے لگی اور دوسروں سے بھی کروانے لگی کہ اللہ کرے تو اس دفعہ اس کی کمیٹی نکل آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سچے دِل کی دُعا قبول فرمائی اور جیسے وہ چاہتی تھی ویسے ہی اس کے نام کی کمیٹی نکل آئی جو مبلغ پچاس روپے تھی۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کو جزائے خیر دے اور صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ یہ فوراً وہ ساری رقم لے کر کسی کی گودی میں سوار ہو کر حضرت امام جماعت کی خدمت میں پہنچی اور وقفِ جدید کے چندہ کے طور پر وہ ساری رقم پیش کر دی۔ خدا تعالیٰ عزیزہ کی اس پیاری قربانی کو قبول فرمائے اور سب اطفال کو توفیق بخشے کہ اپنی اپنی توفیق کے مطابق قربانی کی شاندار مثالیں پیش کریں۔ وقت تھوڑا بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اے ننھے منے اطفالِ احمدیت

چیونٹیوں کی طرح کام کرو اور اپنے امام کی اس توقع کو توقع سے بڑھ کر پورا کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

مرزا طاہر احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اصلاح معاشرہ

ایک نصیحت

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ جب کہ میں لاہور سے رخصت پر قادیان آیا ہوا تھا۔ تو واپسی پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے موجود جماعت لاہور کے واسطے مفصلہ ذیل پیغام دیا۔ فرمایا۔ لاہور کی جماعت کو ہماری طرف سے سلام کہدیں۔ اور ان کو سمجھا دیں کہ دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہیئے:

اللہ تعالےٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالےٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس کے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔ تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالےٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا، اور ان کی حفاظت کرتا، اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ اُن کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آکر انکو کھا جاوے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو، اور اللہ تعالےٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں ہزاروں بھیڑ اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ لیکن اگر ایک آدمی مارا جاوے تو بڑی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ۔ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالےٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنےٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔

(حضرت اقدس کی اس پاکیزہ تحریر کے متعلق عبد المالک صاحب نمائندہ لاہور نے توجہ دلائی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے)

دعائیں کرتے ہوئے لازمی چندہ جات چندہ عام حصہ آمد چندہ جلسہ سالانہ ادا کریں

ناظر مال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہائی شریعت کی حقیقت

محمد صدیق شاہد گورداسپوری سابق مبلغ انچارج امریکہ و سیرالیون

الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۸۹ء میں ایک مضمون مکرم مولوی عبدالباسط صاحب شاہد کا بعنوان " وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے" نظر سے گذرا۔ اس میں ذکر ہے کہ بہائی مذہب کی کتاب " الاقدس" جو بہاء اللہ نے علی محمد باب کی کتاب " البیان" کے متبادل شریعت کے طور پر پیش کی ہے۔ "کم و بیش ایک سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ کتاب بہائیوں کی طرف سے دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نہ ہو سکی"۔

حقیقت یہی ہے کہ بہائیوں کی شریعت کی کتاب جو " کتاب اقدس" کہلاتی ہے اسے نہ تو کسی غیر بہائی کو دیکھنے کی اجازت ہے اور نہ ہی پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اکثر بہائی لوگ بھی اس کتاب کو پڑھنا تو درکنار اس کی زیارت سے بھی شاید محروم ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک ذاتی واقعہ جو خاکسار کو امریکہ میں پیش آیا اس کا تذکرہ اس حقیقت کو زیادہ واضح کر دے گا۔

خاکسار جب جولائی ۱۹۷۳ء میں بطور مربی امریکہ گیا تو اگست میں شکاگو کے قریب ایک کالج میں جماعت احمدیہ امریکہ کا سالانہ جلسہ تھا اس میں شرکت کے لئے ہم واشنگٹن سے وہاں گئے۔

شکاگو کے قریب ہی بہائیوں کی ایک بہت بڑی اور عظیم الشان عبادت گاہ ہے جسے وہ (THE BAHAI HOUSE OF WORSHIP) کہتے ہیں۔ ۳۱ اگست کو محترم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ مبلغ انچارج امریکہ مشن، خاکسار اور بعض اور دوست وہ عبادت گاہ دیکھنے چلے گئے۔ یہ ایک گنبد نما عمارت ہے جس کے گردا گرد باغات ہیں اور ایک نہایت ہی خوبصورت جگہ ہے۔

پہلے ہمیں ایک ہال میں لے جایا گیا جو تہہ خانہ میں ہے وہاں دنیا کے مختلف ممالک میں تعمیر شدہ بہائی عبادت گاہوں اور بہائیوں کی تبلیغی کاوشوں پر مشتمل ایک فلم دکھائی گئی۔ جس کے بعد ہم ان کی لائبریری میں چلے گئے مجھے یہ اشتیاق تھا کہ ان کی کتاب اقدس دیکھوں لہٰذا لائبریری میں تلاش کی مگر نظر نہ آئی آخر میں وہاں ایک خاتون سے جو لائبریری میں کام کرتی تھی اور امریکن تھی کہا کہ میں آپ کی شریعت کی کتاب " اقدس" دیکھنا چاہتا ہوں۔ کیا مل جائے گی؟ وہ کہنے لگی ہاں کیوں نہیں میں ابھی لاتی ہوں۔ اس بیچاری کو کیا علم تھا کہ بہائی وہ کتاب کسی غیر بہائی کو نہیں دکھاتے۔ خیر وہ چلی گئی مگر تھوڑی دیر کے بعد خالی ہاتھ واپس آ گئی اور کہنے لگی بہت افسوس ہے کتاب اقدس کسی غیر بہائی کو دینے کی اجازت نہیں میں نے اسے کہا کہ یہ تو مجھے پہلے ہی علم تھا کہ تم ناکام لوٹو گی مگر تم پر میں نے یہ حقیقت واضح کرنی تھی کہ جس مذہب کی شریعت کی کتاب اس طرح چھپا کر رکھنے والی ہے۔ اس کی تعلیمات اور عقائد پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید ایک دائمی شریعت ہے جس کی اشاعت ملک ملک اور گھر گھر ہو رہی ہے۔ اور مسلمانوں کا ہر فرد حتی کہ بچوں تک اس کی ہر روز تلاوت کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ غیر مسلم تک اس روحانی نوشتہ سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ پس ایسی اعلیٰ اور واضح کتاب کی تعلیمات کے مقابل پر اقدس کی تعلیمات کو کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس کو چھپا کر رکھا جا رہا ہے۔

وہ کہنے لگی دراصل بات یہ ہے کہ ہم سب کتابوں کو سچا مانتے ہیں اور بہائی تعلیم کے مطابق ہر شخص خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو وہ اپنے مذہب کو مانتے ہوئے بھی بہائی رہ سکتا ہے اور بات ختم کر دی۔

پس یہ ہے حقیقت اس مذہب کی یا اس کی شریعت کی کتاب کی جس کو قرآن مجید جیسی اعلیٰ افضل اور ہر جہت سے کامل و ارفع الٰہی کتاب کے مقابل پیش کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے۔

" وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے"۔

اُردو ادب

بعض کتابیں چھپنے کی تھوڑی مدت بعد چھپ جاتی ہیں۔ ان کا سراغ یا تو ان کے ناشرین کے ہاں ملتا ہے یا لائبریریوں کی الماریوں میں۔ مگر کچھ کتابیں ایسی بھی ہوتی ہیں اور ان کی تعداد اوّل الذکر کتابوں کے مقابلے میں بہت کم ہوتی ہیں جو اپنے مضمون کے ساتھ ساتھ سفر کرتی رہتی ہیں اور ہر دور میں ذوق و شوق سے مطالعہ کی جاتی ہیں۔ ان کتابوں کو ہم زندہ کتابیں کہتے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید کی تصنیف " اردو ادب کی تحریکیں" اسی ضمن میں آتی ہے۔

" اردو ادب کی تحریکیں" ایک بڑا وسیع اور پھیلا ہوا موضوع ہے۔ یہاں تحریکیں صرف وہی تحریکیں نہیں ہیں جنہوں نے برصغیر کے کسی نہ کسی دور میں سر اٹھایا اور اپنے دیرپا اور ہنگامی اثرات چھوڑ کر بظاہر ختم ہو گئیں ۔۔۔ اگر ایسا ہوتا تو موضوع جغرافیائی حد بندی سے محدود ہو کر رہ جاتا۔ اس کتاب کے مصنف نے ان تحریکوں کو بھی اپنے دائرۂ فکر میں لانے کی سعی بلیغ کی ہے جو پیدا تو دنیا کے کسی خاص خاص خطے میں ہوئی ہیں مگر اپنے سفر میں اردو ادب کی منزل پر ہی آ کر رکی ہیں۔ اور رک کر آگے بڑھی ہیں۔ یوں یہ تحریکیں ایسی نہیں ہیں کہ انہیں محض پاک و ہند نژاد کہا جائے۔ یہ عالمی تحریکیں ہیں اور ان کا جائزہ الگ تناظر میں لیا جانا چاہیئے۔

مصنف نے کتاب کے آغاز میں دو فہرستیں شامل کی ہیں۔ ایک تو ہے فہرستِ ابواب، یہ مختصر ہے اور اسے مختصر ہونا بھی چاہیئے دوسری فہرست میں مضامین کی جدا جدا نوعیت واضح کی گئی ہے۔ یہ صفحہ ۷ سے صفحہ ۳۲ تک پھیل گئی ہے۔

یہ فہرست جسے فہرستِ مضامین کہا گیا ہے حقیقتاً ان تمام موضوعات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے جنھوں نے اپنے اپنے زمانے میں خاص خاص تحریکوں کو جنم دیا ہے یا جن کے پیش نظر ساری تحریکیں وجود پذیر ہوئی ہیں۔

اس کتاب پر اختصار کے ساتھ اظہار خیال سے پیشتر دو تین باتیں عرض کرتا چلوں تو بہتر ہے۔

یہ کتاب ڈاکٹر انور سدید کا ڈاکٹریٹ کا تھیسس ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے اس تھیسس کے حوالے سے بقول مصنف کے راہنما ستارے کا کردار ادا کیا ہے۔ کتاب ڈاکٹر وحید قریشی کے نام معنون کی گئی۔

ڈاکٹر انور سدید پیشے کے لحاظ سے انجنیئر ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ انھوں نے اپنے منصبی فرائض کی بجا آوری کے ساتھ بہت کم مدّت میں اتنی کتابیں جن کی تعداد بیس (۲۰) تک پہنچ گئی ہے کیسے تصنیف کر دیں، ان میں زیر نظر ضخیم کتاب بھی شامل ہے۔

ان کی صلاحیتوں کا اعتراف تو کرنا ہی پڑتا ہے ۔۔۔ اتنی کم مدت میں بیس (۲۰) کتابوں کی تکمیل۔ صرف گوناگوں اور بھرپور صلاحیتوں کی مرہونِ منّت نہیں ہے۔ جس چیز کی بیشتر مرہون منّت ہے وہ غالبؔ کے الفاظ میں جذبۂ بے اختیارِ شوق کہلاتی ہے۔ اسے لگن بھی کہا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے جہاں تک تخلیقی تیز رفتاری کا تعلق ہے اس وقت ڈاکٹر انور سدید سرفہرست ہیں۔ میں عرض کر دوں کہ میں نے محض تیز رفتاری کی ترکیب استعمال نہیں کی بلکہ تخلیقی تیز رفتاری کہا ہے۔ یہ تیز رفتاری جو ہر ہر قدم پر سوچ کو اپنے ہمراہ لے کر چلے۔

کتاب کے پہلے دو باب نہایت اہم ہیں ان میں مصنف نے اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے کہ تحریک اصل میں ہوتی کیا ہے۔ ایک تحریک کے پس منظر کے کیا عوامل اور کیا محرکات ہوتے ہیں بالکل صحیح کہتے ہیں۔

" تحریک جمود کی یک رنگی کو توڑ کر ہمہ رنگی اور تنوّع پیدا کرنے کا عمل ہے اور اس کی تہہ میں تحرک کا کوئی نہ کوئی عنصر ضرور کارفرما ہوتا ہے"۔

تحریک کی تعریف، غالباً اس سے بہتر الفاظ میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے ساتھ ہی کہتے ہیں:

" انسانی زندگی ایک ایسے عملِ مسلسل کا نام ہے جس کا طبعی تحرک کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اور جس کی صبار فتاری کے آگے کسی قسم کی رکاوٹ کھڑی کرنا ممکن نہیں"۔

یہ تو ہے تحریک اور تحریک ادب کی سطح پر کب اور کیونکر آتی ہے۔ یہ بحث ہے تحریک اور ادب کی۔ اس باب میں مصنف نے امکانی حد تک سوال اٹھائے اور ہر سوال کے ضمن میں فکر انگیز گفتگو کی ہے۔

کچھ موضوعات لکھے دیتا ہوں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنّف کی سعی و جستجو کا کیا عالم ہے۔

دنیا کی قدیم تحریکوں کا مطالعہ۔ قرونِ وسطیٰ کی مذہبی تحریکیں۔ مغرب میں احیاء العلوم کی تحریک۔ مغرب کی کلاسیکی تحریک۔ مغرب کی رومانی تحریک۔ وجودیت کی تحریک۔ نفسیات کی تحریک۔ تجریدیت۔ علامت نگاری۔ تاثریت۔ بھگتی۔ ایہام۔ فورٹ ولیم کالج۔ علیگڑھ۔ دلی کالج یہ فقط چند موضوعات ہیں۔

یہ کتاب اس اعتبار سے ایک حوالے کی کتاب بن گئی ہے کہ آپ کسی بھی تحریک کا مالہٗ و ما علیہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب کافی حد تک آپ کی مشکل دور کر سکتی ہے ۔۔۔ ایک امر کا اظہار ضروری ہے ۔۔۔ ہر مصنّف کا اپنا ایک ذاتی نقطۂ نظر ہوتا ہے۔ جس سے الگ رہنا ممکن نہیں اور ہر مصنف کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے اسی نقطۂ نظر سے اشیاء کو پرکھے۔ مکمل غیر جانبداری تو ممکن نہیں۔ مصنف لاکھ کوشش کرے کہ وہ ذاتی رجحانات کو الگ تھلگ رکھ کر کام کرے۔ مگر اس کے رجحانات غیر شعوری طور پر در آئیں گے۔

ڈاکٹر انور سدید سے بعض مقامات پر اختلاف رائے کیا جا سکتا ہے مگر پوری کتاب کے مطالعہ کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ مصنف نے بہت ہی کم مقامات پر انصاف پسندی کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوڑا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھیل اور کھلاڑی

ملاکھڑا

شیخ مظفر احمد شرما ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

"ملاکھڑا" یا "ملھ" (سندھی کشتی) سندھ کا ایک قدیم ثقافتی ورثہ ہے۔ یہ کھیل کب اور کیسے وجود میں آیا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کھیل کے آثار موہنجو دڑو کی پانچ ہزار سال پرانی تہذیب میں بھی ملتے ہیں۔ لیکن یہ بات حتمی نہیں اس سلسلہ میں تحقیق جاری ہے کہ سندھی کشتی کب اور کہاں سے شروع ہوئی۔

سندھ کے وڈیرے (بڑے زمیندار) اس فن کے دلدادہ تھے اور وہ ملاکھڑا کی سرپرستی بھی کیا کرتے تھے۔ پہلوانوں کی ہر قسم کی ضروریات اور آسائش کا خیال رکھتے تھے۔ وڈیروں کی سرپرستی نے اس کھیل کو عروج بخشا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وڈیروں کی سرپرستی بھی کم ہونے لگی۔ تو یہ فن بھی زوال پذیر ہوگیا۔ ملاکھڑا کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فن ایک خاندان کی شکل میں وراثت کی طرح منتقل ہوتا آیا ہے پہلوانوں کی اولاد ہی پہلوانی کرتی تھی اور اپنے بزرگوں کے نام کو زندہ رکھتی تھی۔

سندھ کے لوگ ملاکھڑا سے دلی لگاؤ رکھتے ہیں۔ میلہ یا مختلف تقاریب میں خصوصاً دیہاتوں میں ملاکھڑا ضرور منعقد کیا جاتا ہے۔ جہاں ملاکھڑا منعقد ہوتا ہے وہاں دیکھنے والوں کا ایک ہجوم گول دائرے کی شکل میں ہوتا ہے۔ اور دائرے کے بیچ میں ملاکھڑا میں حصہ لینے والے پہلوان ہوتے ہیں۔ ملاکھڑا یا ملھ شروع ہونے سے پہلے مخصوص روایتی شہنائی بجائی جاتی ہے۔ یہ شہنائی ملاکھڑا کے مقابلے کے درمیان بھی بجتی رہتی ہے جیسے سندھی میں "ٹراہو" کہا جاتا ہے۔ ملھ لڑنے کا انداز بھی بڑا دلچسپ اور انوکھا ہوتا ہے۔

سب سے پہلے "ٹراہو" شہنائی بجانے والے جنہیں "منگنہار" کہا جاتا ہے شہنائی اور ڈھول بجاتے ہوئے دائرے میں چکر لگاتے ہیں اور میدان میں موجود شائقین میں ایک خاص جوش پیدا کرتے ہیں۔ اس کے بعد ملھ لڑنے والا ہر پہلوان میدان میں آکر (تکبر و غرور سے توبہ اور عاجزی و انکساری کے اظہار کے طور پر) جھک کر زمین کو ہاتھ لگا کر ہاتھ چومتے ہیں اور پھر کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ ملاکھڑا کی زبان میں پہلوان کے اس عمل کو "مجرد" کہا جاتا ہے۔ ملھ لڑنے والا پہلوان اپنی طاقت کے اندازے کے مطابق اپنے مقابلہ کے لئے پہلوان کا انتخاب کرتا ہے۔ مقابلہ کے دو راؤنڈ ہوتے ہیں۔ پہلے راؤنڈ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ دوسرا راؤنڈ جیتنے والا فاتح قرار دیا جاتا ہے۔ پہلوانوں کے تین گروپ ہوتے ہیں (دیگر کھیلوں میں جونیئر سینئر کی طرح) پہلا جوڑ، دوسرا جوڑ، تیسرا جوڑ۔ اپنے جوڑ منتخب کرنے کے بعد اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ جب مقابلہ شروع ہونے کا اعلان جو ڈھول اور شہنائی کے ذریعہ ملاکھڑے کی خصوصی دھن کے ذریعہ ہوتا ہے۔ تو پہلی جوڑ کے ملھ پہلوان میدان میں آئیں گے اور ایک چادر کو رسی کی طرح بٹنے کے بعد دوہرا کر کے ایک دوسرے کی کمر میں کس کر باندھتے ہیں کمر میں بندھی ہوئی چادر کو "سندرا" کہتے ہیں۔

اپنی اپنی باری پر مقابلہ سے پہلے ہر پہلوان اپنے مقابل کی کمر میں بندھے سندرے کو پوری طاقت سے کھینچے گا۔ پھر دونوں پہلوان ایک ہاتھ سامنے اور دوسرا کمر کے پیچھے سے سندرے کو مضبوطی سے پکڑے گا۔ سندرا پکڑتے کے اس عمل میں ریفری جسے "ٹیاکٹر" کہتے ہیں مدد دیتا ہے۔ دونوں پہلوان ایک دوسرے کے سندرے مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں اور مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔ دونوں پہلوان اپنی اپنی طاقت کو آزماتے ہیں۔ پھرتی اور تیزی کے ساتھ داؤ پیچ لگا کر ایک دوسرے کو زمین پر گرانے کی کوشش کرتے ہیں دوسرے راؤنڈ کی کشتی میں جو پہلوان زمین پر گر جائے گا وہ اپنی شکست تسلیم کرلے گا۔

سندھ میں میلوں کے موقع پر دیگر دلچسپیوں کے ساتھ ملاکھڑا ضرور منعقد کیا جاتا ہے۔ بھٹ شاہ کے میلے کے موقعہ پر سندھ کا سب سے بڑا ملاکھڑا منعقد ہوتا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق ایک لاکھ سے زائد شائقین بڑے جوش و خروش سے یہ ملاکھڑا دیکھتے ہیں سندھ کے مشہور پہلوان اللہ جوڑیو سمون، شہرت کی بلندیوں پر پہنچے۔ اسی طرح علی شیر مہر بحر اور سمن شاہ نے بھی بڑا نام پیدا کیا۔ موجودہ ملھ چیمپئن غلام سرور جتوئی ہیں جنہوں نے ملاکھڑا میں ایک منفرد مقام پیدا کیا ہے۔ سرور جتوئی اس وقت سندھ ملھ ایسوسی کے سیکرٹری ہیں۔

ملاکھڑا سندھ میں اتنا مقبول ہونے کے باوجود سرپرستی سے محروم ہے۔ اگر حکومت اس کی سرپرستی کی طرف توجہ دے تو اس فن کو زندہ رکھا جا سکتا ہے۔

آخر میں وہی فقرہ دہراؤں گا جس کا اظہار ابتداء کر چکا ہوں۔ یعنی اردو ادب کی ایک زندہ کتاب ہے اور زندہ کتاب وہی ہوتی ہے جو ہر عہد میں اپنی ضرورت کا احساس دلاتی ہے۔

کتاب انجمن ترقی اردو نے شائع کی ہے۔ انجمن ترقی اردو۔ بابائے اردو روڈ کراچی۔

ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ کے پنشنران صاحبان مندرجہ ذیل کوائف دفتر ہذا کو مہیا فرما دیں۔ اگر کسی پنشنر کی طرف سے ایک ماہ کے اندر اندر کوائف نہ ملے تو انہیں پنشن و مراعات نہ دی جاسکیں گی۔ کوائف درج ذیل ہیں۔

۱۔ نام پنشنر و مکمل پتہ۔

۲۔ زیر کفالت افراد کی تفصیل جس میں نام، عمر، پنشنر کا رشتہ معہ تصدیق پریذیڈنٹ حلقہ۔

۳۔ زیر کفالت میں بیوی بچوں کے علاوہ اور کوئی رشتہ دار شامل نہ کیا جائے نیز بچوں میں برسر روزگار اور شادی شدہ بھی شامل نہ ہوسکے گا۔

امید ہے جلد از جلد یہ کوائف بھجوا کر اپنے حقوق کا تحفظ فرمائیں گے۔

محاسب صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ

درخواست دعا

۱۔ مکرم منظور احمد صاحب شاد کراچی کی اہلیہ محترمہ کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔

۲۔ مکرم مدثر احمد صاحب کے خالو محترم مرزا نذیر احمد صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوگیا۔ ایک آنکھ پر شیشہ لگنے سے سخت چوٹ آئی ہے اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

۳۔ عبدالرحیم صاحب احمدی (ایجنٹ الفضل) جہلم کی زوجہ محترمہ صاحبہ شدید بیمار ہیں۔

۴۔ مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا کی اہلیہ محترمہ کا آنکھوں کا اپریشن ہوا ہے۔

۵۔ مکرم مظفر محمود احمد صاحب مربی سلسلہ کے چھوٹے بھائی عزیز مشہود احمد عارف طالب علم لاء کالج ملتان کا ناک کا اپریشن بہاولپور ہسپتال میں ہوا ہے۔ خون بہنے سے کمزوری ہے۔

۶۔ مکرمہ بیگم صاحبہ محمد انور ہاشمی چیف سینٹری انسپکٹر نوشہرہ کینٹ عرصہ ۱۵ سال سے اعصابی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ آجکل تکلیف زیادہ ہے اور آنکھوں پر بھی اثر ہے۔

۷۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے برادرم مکرم سید محمد امین صاحب گردیزی آف دارالعلوم ربوہ جو ایک بیرونی جماعت کے صدر ہیں کے دل کا اپریشن کامیابی کے ساتھ راولپنڈی میں ہوگیا ہے اور یکم اپریل کو ہسپتال سے فارغ کر دیئے گئے ہیں۔

وہ احباب جماعت کی دعاؤں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مکرر دعا کی درخواست عرض کرتے ہیں۔

اعلان وفات

میری اہلیہ غلام زہرہ بنت کریم بخش آف جموں ۲۸ اور ۲۹ مارچ کی درمیانی شب کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ آپکی عمر ۷۰ سال تھی۔

آپ نہایت ہمدرد اور شفیق تھیں سلسلہ کا گہرا درد رکھتی تھیں اور ۶ سال تک حلقہ بیت النور کی صدر لجنہ اماء اللہ رہیں۔ خاندان بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ، بزرگان سلسلہ اور جملہ احباب سے آپکے بلند درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ملک محمد عبداللہ ریٹائرڈ انجینئر۔ اسلام آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم ملک بشیر احمد صاحب کا ذکرِ خیر

مکرم منیر احمد ملک صاحب ایریزونا - امریکہ

میرے والد بزرگوار ملک بشیر احمد صاحب صدر موصیان ماڈل ٹاؤن لاہور ۳۱ مئی ۱۹۸۸ء بقضائے الٰہی حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔

وفات کے وقت والد صاحب محترم کی عمر ۷۰ سال تھی۔ موصی تھے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی وفات کی اطلاع جب خاکسار کو امریکہ بذریعہ فون ملی خاکسار اسی وقت عازم پاکستان ہو گیا اور پاکستان پہنچنے پر اس بات کی دل میں شدید تڑپ تھی اور رہی کہ بذریعہ الفضل احباب کی خدمت میں والد صاحب کے درجات کی بلندی کے لئے درخواستِ دعا کر سکوں لیکن چونکہ ان دنوں الفضل کی اشاعت پر حکومت کی جانب سے پابندی تھی۔ واپسی پر لندن میں اپنے پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضری دیتا ہوا امریکہ پہنچ گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ دعائیں کرتا رہا لیکن دل میں یہ خلش بے چینی کی حد تک قائم رہی کہ کاش الفضل کا اجراء ہو جائے تا میں اپنی دبی ہوئی درخواستِ دعا کی خواہش کو پورا کر سکوں۔

چند روز ہوئے حضور پُر نور کا تازہ کیسٹ ملا جس میں حضور نے الفضل کے اجراء کی خوشخبری دی جسے جان کر دل باغ باغ ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس اہم موقعہ پر جبکہ احمدیت کی صدی پوری ہونے والی ہے الفضل کی اشاعت کا انتظام ہو گیا۔ چنانچہ اس خوشکن خبر کے ملتے ہی ذہن میں دبی ہوئی خواہش جاگ پڑی اور میں یہ چند سطور لکھنے بیٹھ گیا۔

والد صاحب محترم پیدائشی احمدی تھے ان کے والد صاحب ملک گل محمد صاحب نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وقت خود بیعت کی تھی۔ والد صاحب نے اپنی ساری زندگی دینی تعلیمات کے مطابق گزاری۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور امام جماعت کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ اپنی آمد کے ۱/۵ حصہ کے موصی تھے۔ ساری عمر پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی اور قرآن کریم کی تلاوت کے پابند رہے۔ نماز خوب سنوار کر پڑھتے اور اسی بات کی بار بار ہم سب بہن بھائیوں کو تاکید فرماتے۔ قرآن کریم کی تلاوت اکثر کرتے۔ ماڈل ٹاؤن نقل مکانی سے قبل ایک لمبے عرصہ تک حلقہ اسلامیہ پارک لاہور کے ساتھ منسلک رہے اور مجھے اپنے بچپن سے لیکر جوانی تک کے سب ایام اچھی طرح یاد ہیں جب والد صاحب بیت احمدیہ اسلامیہ پارک میں ہر رمضان المبارک میں پورے قرآن کریم کا درس دیتے اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ۲۵ سے ۳۰ سال تک جاری رہا۔

بچوں کی دینی تربیت کا والد صاحب کو بہت زیادہ خیال تھا کوئی دینی تربیت کا موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ مجھے آج بھی وہ دن کل کے واقعہ کی طرح یاد ہیں کہ جب میں بچپن میں باہر سے کھیل کر شام کو گھر لوٹتا تو والد صاحب سب سے پہلے مجھ سے نماز سے متعلق استفسار کرتے کہ کیا سارے دن کی نمازیں اپنے وقتوں پر ادا کیں ہیں جن کی تصدیق میری والدہ محترمہ سے کراتے۔ اور نماز کی عدم ادائیگی کی صورت میں فوراً حکم ہوتا کہ فجر سے لے کر عشاء تک پانچوں نمازیں بلند آواز سے ادا کرو اور اس کے بعد مجھے اجازت ہوتی تھی کہ میں رات کے کھانے کے لئے شامل ہو سکوں۔ ہر روز کا گھر میں یہ معمول تھا کہ رات کے کھانا کے بعد باقاعدگی کے ساتھ والد صاحب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کا درس دیتے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں باقاعدہ ہم سب بہن بھائیوں کے لئے دینی کتب اور قرآن کریم کی دعائیں اور احادیث پر مشتمل ایک نصاب مقرر ہوتا تھا جس کو چھٹیوں کے ایام میں مکمل کرنا لازم ہوتا اس وقت تو یہ باتیں اور نصائح طبیعت پر بوجھ پیدا کرتیں تھیں لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے یہ احمدیت کی برکت ہے اور یہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے جو آج ہم سب بہن بھائی خواہ ہم امریکہ میں ہوں یا لندن میں اپنے بچوں میں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے جو محبت اور پیار ہمیں احمدیت سے ہے ہمارے بچے دینی خدمت اور اطاعت اور جماعت احمدیہ سے وابستگی میں ہم سے سبقت لے جائیں۔ یہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ میں یہاں امریکہ میں چلتے پھرتے اکثر اوقات قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق قرآن کریم کی والدین کے لئے دعائیں کرتا رہتا ہوں

جب یہ خاکسار ۱۹۷۹ء میں والد صاحب کی اجازت سے عازم امریکہ ہوا تو والد صاحب نے مجھے اور میرے بچوں کو قرآن کا تحفہ دیا اور ساتھ کیسٹ میں ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ پر مشتمل پیغام ریکارڈ کر کے دیا اور اس میں ساتھ درثمین میں اولاد کے لئے دعاؤں پر مشتمل نظم ریکارڈ کی۔ امریکہ آنے کے بعد نیا ملک اور نیا کلچر ہونے کے باعث بہت سارے ناساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ہر موقعہ پر والد صاحب کا حضرت بانی سلسلہ کی تعلیمات پر مشتمل پیغام کانوں میں گونجتا کہ

"جب مشکل وقت پڑے تو اپنے
آپ کو کمرہ میں بند کر کے اپنے
خدا کے آستانہ پر گر جاؤ"

کہ دعا وہ ہتھیار ہے کہ جہاں تم نہیں پہنچ سکتے وہاں تمہارا زندہ اور توانا خدا پہنچ جاتا ہے۔ اور پھر غیب سے تمہارے لئے مدد کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔

میں نے اس دیارِ غیر میں دعا کا وہ رنگ دیکھا ہے کہ روح شکرانہ کے جذبات سے آستانہ ربی پہ گر جاتی ہے اور آنکھوں سے آنسو ایسے ٹپکنے لگتے ہیں کہ رکنے کا نام نہیں لیتے اور زندگی میں خود دعا کی برکت سے معجزات رونما ہوتے دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ صرف اور صرف اس لئے ممکن ہو سکا کہ والد صاحب نے ہماری بہت ہی عمدہ تربیت فرمائی جو احمدیت کی بہت ہی عظیم برکت ہے اور حضرت بانی سلسلہ کی پاکیزہ ارفع اور اعلیٰ تعلیمات کے طفیل ہی ہمیں دعا کا ہتھیار ملا۔ جو دنیا کے ہر حصہ پر حاوی ہے۔ اور اب میں اس تعلیم کی خوبیاں ہر لمحہ میں اپنے بچوں میں سرایت اور ذہن نشین کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ میری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے

اپنی وصیت کی ادائیگی کے حساب کے معاملہ میں والد صاحب بہت زیادہ محتاط تھے جب ۱۹۷۴ء میں ماڈل ٹاؤن میں خاکسار کو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان سے اپنا گھر بنانے کی توفیق عطا فرمائی تو میرے اصرار پر والد صاحب میرے ساتھ ماڈل ٹاؤن منتقل ہونے پر راضی ہوئے۔ اس وقت جب آپ نے اپنا ملتان روڈ پر واقع گھر فروخت کیا تو اس کی رقم کی وصول پر آپ نے سب سے پہلے دفتر الوصیت ربوہ سے تحریری طور پر اپنی قابلِ ادائیگی رقم کی تفصیل منگوائی اور اس کو فوراً ادا کر دیا۔ باقی جو رقم بچی اس کو والد صاحب نے قرآن کی بیان کردہ شرح کے مطابق والدہ صاحبہ اور ہم سب بہن بھائیوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے پاس کوئی رقم نہ رکھی۔

الفضل کے لئے جب میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں تو الفضل کے سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا جس سے والد صاحب کا خدا تعالیٰ پر یقین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ مکمل وابستگی کا ثبوت ملتا ہے۔ جب ہم بہن بھائی جن کی تعداد ۵ ہے سب سکول اور کالجوں میں پڑھ رہے تھے اس وقت والد صاحب پر ایک ایسا وقت بھی آیا جو مالی اعتبار سے تنگی کا وقت تھا۔ اخراجات کا بوجھ آمد کے مقابلہ میں زیادہ تھا۔ اخراجات کی کمی کے سلسلہ میں کسی نے والد صاحب کو یہ مشورہ دیا کہ اگر آپ الفضل اخبار کی خریداری بند کر دیں تو اس سے بھی کچھ روپوں کی بچت ہو جائے اس پر والد صاحب نے مشورہ دینے والے صاحب سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ "الفضل" کو بند کر کے میں خدا تعالیٰ کے فضل کو اپنے گھر آنے سے بند کر دوں یہ ممکن نہیں۔ اور یہ والد صاحب کا خدا تعالیٰ پر قوی یقین اور ایمان بھی تھا۔ اور احمدیت کی برکت تھی کہ ہم سب بہن بھائیوں پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے ہر اعتبار سے فضل کیا ہوا ہے۔

ماڈل ٹاؤن لاہور میں والد صاحب ۱۴ سال مقیم رہے اور بفضلِ خدا سارا وقت مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجا لاتے رہے ۱۹۸۴ء میں ماڈل ٹاؤن لاہور میں بیت الذکر کی تعمیر اور توسیع کا کام شروع ہوا تو اس کا سارا حساب کتاب کی ذمہ داری والد صاحب کے ذمہ تھی جس کو انہوں نے انتہائی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ اور جب بیت الذکر بفضلِ خدا مکمل ہو گئی تو اس سال جب خاکسار اپنی فیملی سمیت والدین سے ملاقات کی غرض سے پاکستان گیا تو میں نے والد صاحب سے ذکر کیا کہ ہم امریکہ میں بھی ریاست ایریزونا کے شہر ٹوسن میں بیت الذکر کی تعمیر خدا کے فضل سے کر رہے ہیں اور اس کے اکاؤنٹ کی ذمہ داری مجھ پر لگائی گئی ہے اس پر بہت زیادہ خوشنودی کا اظہار فرمایا اور ساتھ ہی چمڑے کا بیگ میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو ماڈل ٹاؤن کی بیت الذکر کی تعمیر کے وقت میں اس بیگ میں روپے اور اکاؤنٹ رکھتا تھا اب تم اس بیگ کو امریکہ کی تعمیر ہونے والی بیت الذکر کے لئے استعمال کرو چنانچہ خاکسار نے خدا کے فضل سے ٹوسن کی بیت الذکر کی تعمیر کے سلسلہ میں اس کے مکمل ہونے تک اس بیگ کو سارے حساب کتاب کیلئے استعمال کیا۔ امریکہ میں اس بیت الذکر کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افتتاح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲ سال ہوئے اپنے امریکہ کے دورہ کے درمیان فرمایا۔

والد صاحب انتہائی خاموش طبع تھے۔ سلسلہ احمدیہ کی جانب سے سونپے جانیوالے کاموں کو بڑی محنت، لگن اور توجہ سے پورا کرتے تھے۔ اور اسی بات کی ہم کو ہدایت فرماتے تھے۔ جمعہ، عیدین کی نمازوں اور اسی طرح جماعت کی جانب سے منعقد ہونے والی ہر تقریب میں اوّل وقت پر پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور ہم بہن بھائیوں کی جانب سے تاخیر سے والد صاحب کو بہت الجھن ہوتی تھی۔ ہمیشہ تاکید فرماتے کہ دین کے کاموں میں سستی اور تساہل ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ والد صاحب کی وفات کے موقعہ پر جب ماڈل ٹاؤن کے افراد تعزیت کے لئے تشریف لائے تو اس موقع پر مجلس عاملہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے ایک سرکردہ بزرگ کی جانب سے ان الفاظ کو سن کر میری اشکبار آنکھوں کے ساتھ میرا دل شکر کے جذبات سے لبریز ہو گیا جب انہوں نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا دیکھو میں تمہیں سچ سچ بتاتا ہوں کہ تمہارا باپ ایک سچا احمدی تھا۔ ایسا احمدی جس قسم کے احمدی کی تشریح حضرت بانی سلسلہ نے اپنی کتابوں میں فرمائی ہے اور تمہارا باپ اس معیار پر پورا اترتا تھا۔ جسے دین کے کاموں کی انجام دہی میں کسی بھی سیاست سے کوئی غرض نہ تھی اور اسکا کاموں کو انجام دینا محض للہ تھا۔

مجھے امریکہ میں جب بھی خط تحریر فرماتے یا کیسٹ کے ذریعہ پیغام ریکارڈ کرکے بھجواتے ان ہر دو صورتوں میں ہمیشہ یہ ہدایت فرماتے کہ میں بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی جانب بہت ہی زیادہ توجہ دوں اور خصوصاً امریکہ میں رہتے ہوئے تو اس کی اہمیت تو اور بھی بہت ہی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ ہر طرف زہر آلود فضا اپنا شیطانی اثر کر رہی ہے اور اس سے اپنی اولادوں کو بچانے کا واحد ذریعہ جماعت کے ساتھ مکمل وابستگی اور امام جماعت احمدیہ کی جانب سے ہر جاری ہونے والے ارشاد کی دل و جان سے اطاعت اور اس پر عمل ہے۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خاکسار اپنے امریکہ میں دس سالہ قیام کے دوران محض اس کے فضل و احسان اور والدین کی تربیت کے نتیجہ میں ان ارشادات پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ نہ صرف خود بلکہ ان کو اپنی اولاد تک پہنچانے کی ہر وقت مساعی کرتا رہتا ہے۔ پانچوں نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کرتا ہوں۔ اکثر نمازیں اپنی فیملی کے ساتھ باجماعت ادا کرتا ہوں اور یہ محض اس لئے ہے کہ والد صاحب نے ہماری تربیت اس طور سے فرمائی کہ بانی سلسلہ کی تعلیمات ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی ہیں۔

والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ وفات سے ایک ماہ قبل ماہ رمضان میں جو والد صاحب کی زندگی کا آخری رمضان ثابت ہوا شدید گرمی میں لاغر اور نڈھال ہونے کے باوجود اس پیرانہ سالی میں گذشتہ سالوں کی طرح پورے روزے رکھنے کی توفیق پائی اور اسی طرح حسب سابق قرآن کریم کو دو بار مکمل طور پر ماہ رمضان میں تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ والد صاحب کی یہ شدید خواہش تھی جس کا ذکر ہمیشہ خطوط میں اور زبانی کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور انہیں کسی کا کبھی محتاج نہ کرے۔ اور اسکے لئے بہت دعا کرتے تھے۔ والد صاحب کو اس بات سے اور اس خیال سے بے چینی ہوتی تھی کہ انکا آخری وقت ہسپتال یا ایمبولینس میں گزرے۔ واقعات بتاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان سے میرے پیارے ابا جان کی دعا کو سنا اور قبولیت بخشی اور اشارۃً والد صاحب کو بتا دیا کہ انکا آخری وقت قریب ہے، کیونکہ والد صاحب نے وفات سے چند روز قبل والدہ صاحبہ سے استفسار کیا کہ کیا کوئی خواب تو آپ نے نہیں دیکھا جس کا جواب والد صاحب نے نفی میں دیا۔ بالکل صحت مند تھے اور کسی ایسی بیماری میں مبتلا نہ تھے جو بظاہر جان لیوا ثابت ہوتی۔ وفات سے تین چار روز قبل میرے چھوٹے بھائی کے ساتھ جو والدین کے ساتھ مقیم ہے ہومیوپیتھک ڈاکٹر کے پاس گئے اور سینہ میں معمولی درد کی شکایت کی۔ وفات سے ایک روز قبل پھر سینہ میں درد کی شکایت کی اور میری ہمشیرگان کے استفسار پر فرمانے لگے کہ چیک اپ کے لئے ڈاکٹر کی جانب کل جائیں گے۔ لیکن اب ڈاکٹر کی جانب جانے کا وقت خدا تعالیٰ کی جانب سے ختم ہو چکا تھا۔ ۳۰ مئی کی رات حسب معمول کھانا کھایا اور عشاء کی نماز ادا کی۔ سونے سے قبل صحن میں کچھ دیر چہل قدمی کرتے رہے۔ رات دو بجے کے قریب میری بھابی نے والد صاحب کو بستر پر بیٹھے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ پیاس تو نہیں لگی۔ والد صاحب نے نفی میں جواب دیتے ہوئے اپنی بہو کو فرمایا کہ بیٹے تم سو جاؤ اگر مجھے پیاس لگے گی تو میں پانی پی لوں گا۔ ۳۱ مئی ۱۹۸۸ء صبح چار بجے سحری کے وقت والدہ صاحبہ نے والد صاحب کو چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو پاس جاکر بات کرنے کی کوشش کی۔ والد صاحب کی جانب سے جواب نہ ملنے پر گھبرا کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔ میرے بہنوئی اقبال احمد صاحب فوراً ڈاکٹر کو بلا لائے لیکن جب تک ڈاکٹر صاحب پہنچے والد صاحب اپنے بلانے والے کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔ اور روح کا جسم سے رشتہ ختم ہو چکا تھا۔ وفات سے ایک روز قبل جو تحریر لکھ کر اپنی میز پر چھوڑ گئے اس میں ہم سب لواحقین کو صبر کی تلقین فرمائی اور ساتھ لکھا کہ موت ایک اٹل حقیقت اور یہ دنیا محض ایک سرائے جس میں سے ہر مسافر نے اپنے وقت پر چلے جانا ہے اور قائم اور دائم ذات صرف حیّ القیوم خدا کی ہے اسکے علاوہ باقی سب کچھ خالی ہے۔

اسی دوپہر والد صاحب کو ربوہ لے جایا گیا۔ نماز جنازہ محترم صوفی رمضان علی صاحب نے پڑھائی جس کی ادائیگی کے بعد شام چھ بجے کے قریب والد صاحب کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

اصلاح معاشرہ

وہ تو دیکھتا ہے

امۃ مبارکہ بنت چوہدری احمد دین صاحب

دولہا آگیا۔ دولہا آگیا۔ کچھ آوازیں سامنے کی جانب سے بلند ہوئیں۔ بہت سی خواتین یہ کہتی سنی گئیں کہ پردہ کر لیا جائے۔ پنڈال میں موجود بہت سی لڑکیوں اور عورتوں نے برقع پہننا شروع کر دیا۔ کسی نے منہ سر لپیٹنے کی کوشش کی۔ کسی نے بیٹھ موڑ کر دولہا دیکھنا چاہا۔ الغرض ہر کوئی اپنے طور پر با پردہ ہو کر دولہا دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایسے میں چند آوازیں آئیں۔ ایسے پردہ کر رہی ہیں جیسے دولہے نے تو صرف انہیں کو دیکھنا ہے۔ کون دیکھتا ہے۔

ایک وقت میں دو مختلف طرح کی آوازیں کان میں پڑیں تو یک لخت فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کس کی مانیں کس کی نہ مانیں۔

ایسا ہی واقعہ دعوت ولیمہ کھاتے وقت پیش آیا۔ جہاں باوردی بیرے کھانا کھلانے میں مصروف تھے بلکہ یوں لگتا تھا کہ لقمے گن رہے ہوں کچھ خواتین ایسے ماحول میں کھانا تو کیا! نظریں بھی نہیں اٹھا سکتی تھیں۔ ان کی گھبراہٹ کو بھانپتے ہوئے چند آوازیں بلند ہوئیں کھانا کھائیں آپ کے خیال میں بیرے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ کون دیکھتا ہے۔

ایسے مواقع بار بار دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ کہنا کہ کون دیکھتا ہے قطعی درست نہیں۔ لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ آپکو نہ دیکھے مگر ہماری نظر اس پر پڑ جائے۔

کوئی دیکھے نہ دیکھے خدا تو دیکھتا ہے۔ یعنی "وہ تو دیکھتا ہے" اور روزِ قیامت خدا ہی ہمارے اعمال کو دیکھ کر ہمارے جنت و دوزخ کا فیصلہ فرمائے گا کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان بھول گئے جب ایک نابینا شخص آپ کے پاس آیا۔ اسوقت ایک زوجہ مطہرہ آپ کے پاس بیٹھی تھیں۔ حضور نے ان سے فرمایا: پردہ کر لو۔ انہوں نے کہا یہ تو دیکھ نہیں سکتا۔ حضور نے فرمایا تم تو دیکھ سکتی ہو۔ یہ حدیث مبارکہ پردے کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔

ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ تا دم مرگ اپنے پردے کی حفاظت کرنے والی ہوں۔ شادی بیاہ کے وقت خاص کر اس بات کا اہتمام ہو۔ کیونکہ خواتین خوب سجی بنی ہوتی ہیں۔

آخر میں مرد حضرات سے یہ بات کہتی چلوں کہ گھروں میں پردے کے احترام کے لئے حتی المقدور اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ خدا تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔

"اولڈ راوینیز" RAVIANS کیلئے ضروری اعلان

گورنمنٹ کالج لاہور "پولیٹیکل سائنس ایلیومنی (POL. SCIENCE ALUMNI) کا سالانہ فنکشن (کینڈل لائٹ ڈنر) مورخہ ۳، فروری ۱۹۸۹ء کو کالج ہال میں منعقد ہو رہا ہے۔ جو معزز اراکین اس سالانہ فنکشن میں شرکت کے خواہشمند ہوں وہ ۲۰ جنوری تک خاکسار شیخ منور شمیم۔ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ ٹی۔ آئی کالج۔ ربوہ سے رابطہ قائم کریں۔

نیز گورنمنٹ کالج لاہور کے قیام کی ۱۲۵ سالہ تقاریب سال رواں کے دوران ترتیب دی جائیں گی۔ اولڈ راوینیز (طلبائے قدیم) سے التماس ہے کہ وہ اپنے نام/پتہ/کلاس/شعبہ مضمون/سال کے کوائف سے جناب پروفیسر سعید عثمان ملک صاحب چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف پولیٹیکل سائنس۔ گورنمنٹ کالج۔ لاہور کو آگاہ کریں۔ نیز اس ضمن میں ان کی تجاویز کا بھی خیر مقدم کیا جائے گا۔

(منور شمیم۔ گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج۔ ربوہ)

قرآن شریف میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو انسان کو دھوکا دے۔ حضرت بانی سلسلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے بارہ میں

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا ارشاد

"جماعت میں ایسے نوجوان ہیں جو بعد میں آکر برسرِ روزگار ہوئے .... وہ اس وعدہ میں شامل نہیں ہوسکے .... بہت سے ایسے ہیں جو پہلے اخلاص کے معیار میں کمزور تھے اور خدا کے فضل سے آگے بڑھ گئے ہیں ...... بہت سے نئے احمدی ہوئے ہیں ..... انکو مالی قربانی میں فوراً شامل کرنا ان کی زندگی کے لئے اور ان کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ ان کی طرف توجہ دینا ہے۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ اتنی عظیم الشان تحریک ہے جو صد سالہ جشن سے تعلق رکھتی ہے .... گذشتہ سو سال کی تاریخ میں آپ کی قربانی شامل ہو جائے گی۔ احمدیت کے آغاز کے پہلے دن سے لے کر اس جشن کے سال تک خدا تعالیٰ آپ کی قربانی کو سارے سالوں پر پھیلا دے گا ...... اتنی عظیم الشان قربانی کا وقت ہو اور آپ بچاروں کو محروم رکھیں یہ ..... ناجائز بات ہے۔ یہ ظلم ہے ان لوگوں پر ....

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے اس کے لئے کمر ہمت باندھیں اور پورے زور سے اس طرح جس طرح WAR FOOTING کہتے ہیں جہاد کی روح کے ساتھ ساری دنیا میں عظیم الشان تحریک چلائیں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۷ء)

وکیل صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

زعماء انصار اللہ متوجہ ہوں

انصار اللہ کے مرکزی تعلیمی پروگرام کے تحت لئے گئے۔ مرکزی امتحان دوم ۱۹۸۸ء کی اسنادِ کامیابی اور انعامی کتب تمام شرکاء امتحان کی خدمت میں بھجوائی جا چکی ہیں اگر کسی دوست کو حسب اعلان سند کامیابی یا انعامی کتاب موصول نہ ہوئی ہو وہ فوری طور پر دفتر مرکزیہ سے رابطہ قائم کریں۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

"رسالہ قواعد وصیت کی تقسیم امراء اضلاع کے ذریعہ کی جارہی ہے اس لیے اپنی جماعت کے موصیان و موصیات کی تعداد کے مطابق قواعد اپنے امیر صاحب ضلع سے حاصل فرمالیں اور بعد تقسیم موصیوں سے دستخط حاصل کر کے فہرست دفتر وصیت کو بھجوادیں۔ شکریہ۔"

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

T.B COURSE تپِ دق کورس

ایک ماہ کی ادویات کا کورس قیمت: ۵۰/- لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: سیلز ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

بقیہ: مجلس مشاورت

مکرم چوہدری عبداللطیف ضلع امیر ضلع سکھر، مکرم محمد افضل منیر صاحب گوجرانوالہ، مکرم چوہدری علی محمد صاحب داجل ضلع راجن پور۔ مکرم رشید احمد صاحب بہاولپور، مکرم شیخ لئیق احمد صاحب فیصل آباد، مکرم سید توقیر مجتبیٰ صاحب اسلام آباد، مکرم جہانگیر محمد جوئیہ صاحب امیر ضلع خوشاب، مکرم چوہدری محمد منظور صاحب کوٹلی۔ آزاد کشمیر۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب سانگھڑ، مکرم مبشر احمد صاحب ظفر رسالپور پشاور حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نمائندہ لجنہ ربوہ۔ مکرمہ سیدہ بشریٰ صاحبہ لاہور نمائندہ لجنہ۔

دوسری سب کمیٹی ایجنڈے کی تجاویز نمبر ۱ اور نمبر ۵ پر غور کرنے کے لئے تشکیل دی گئی اس کے اراکین کی تعداد ۴۳ تھی۔ نام مندرجہ ذیل ہیں۔

مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر ضلع لاہور۔ صدر، مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ نمائندہ صدر انجمن احمدیہ سیکرٹری۔

دیگر اراکین کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

میجر عبدالقادر صاحب ناظر دیوان نمائندہ صدر انجمن احمدیہ۔ مکرم سید عبدالحی شاہ صاحب ناظر اشاعت نمائندہ صدر انجمن احمدیہ۔ مکرم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر نمائندہ تحریک جدید، مکرم عبداللطیف صاحب ایڈیٹر نمائندہ تحریک جدید۔ مکرم رانا رفیق احمد صاحب اسلام آباد۔ مکرم ڈاکٹر محمد علی خان صاحب نمائندہ وقفِ جدید مکرم ناصر احمد صاحب بہاولپور، مکرم مولوی شمس الدین صاحب وہاڑی۔ مکرم پروفیسر مبشر احمد صاحب سیالکوٹ۔ مکرم غلام احمد صاحب تھرپارکر مکرم محمد سرور ابڑو صاحب لاڑکانہ۔ مکرم حمید اسلم قریشی صاحب لاہور مکرم محمد حسین گل صاحب اوکاڑہ۔ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب مرالہ ضلع گجرات۔ مکرم میاں اقبال احمد صاحب راجن پور۔ مکرم رسالدار فضل الٰہی صاحب پشاور مکرم چوہدری عبدالقادر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ مکرم میاں حبیب احمد صاحب ساہیوال۔ مکرم افتخار احمد صاحب خانیوال۔ مکرم پروفیسر عبدالحمید بھٹی صاحب شیخوپورہ۔ مکرم غلام رسول صاحب سانگھڑ۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب ملتان مکرم ارشد محمود ساہی صاحب ڈسکہ مکرم شیخ محمد یوسف صاحب قمر قصور۔ مکرم بیرسٹر مبارک احمد صاحب کراچی۔ مکرم چوہدری رکن الدین صاحب کراچی۔ مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ اٹک۔ مکرم چوہدری خادم حسین صاحب سرگودھا۔ مکرم شیخ رفیق احمد صاحب فیصل آباد۔ مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب راولپنڈی مکرم عبدالمجید بھٹی صاحب تترگڑھی ضلع گوجرانوالہ۔ مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب جھنگ۔

بعد ازاں اعلان کیا گیا کہ متعلقہ سب کمیٹیوں کے اجلاسات رات کو کس کس جگہ پر ہوں گے۔ شام چھ بجے یہ پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوگیا۔

(جاری ہے)

بقیہ: جھلکیاں

ہیں۔ وقفِ جدید انجمن احمدیہ کے اراکین تھے۔ سٹیج سے نیچے ہال کے اندر مختلف بلاک بنا کر نمائندگان کو ضلع وار بلاکوں میں بٹھایا گیا تھا۔ ہال کے دائیں طرف سب سے آگے رفقائے حضرت بانی سلسلہ اور خصوصی مدعوئین تھے۔ جن میں ذیلی تنظیموں اور دیگر اداروں کے نمائندگان بھی شامل تھے۔

— سٹیج کے نیچے نمائندگان کی نشستیں شروع ہونے سے قبل سٹیج کی دیوار کے ساتھ ایک طرف صیغہ زود نویسی کا عملہ اور دوسری طرف عملہ الفضل اپنی مشاورت کی کارروائی کو آئندہ نسلوں کے ریکارڈ کی خاطر محفوظ کرنے کیلئے ہمہ تن مستعد تھے۔

— ہال کی گیلریوں میں خواتین نمائندگان وزائرین موجود تھیں جن کا رابطہ ہال سے آواز کے ذریعے قائم تھا۔ چنانچہ کارروائی کے دوران کئی خواتین نے مختلف تجاویز پر اپنی آراء کا اظہار فرمایا۔

جملہ نمائندوں کا فرض ہے کہ وہ جملہ ہر اجلاس پر موجود رہیں۔ اس لئے جس نمائندہ کو کسی ضرورت کے پیشِ نظر ہال سے باہر جانا ہی پڑے تو وہ محترم صدر صاحب سے اجازت لے کر ہی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑا اور قوم اور برادری کی کچھ بھی پرواہ نہ کی خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری دنیا جانتی ہے۔ جس مکہ سے آپ نکالے گئے تھے اسی مکہ میں ایک شہنشاہ کی شان اور حیثیت سے داخل ہوئے۔

— حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ